Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ
الفضل ربوہ
ایڈیٹر: نسیم سیفی
فون: ۴۴۹
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴

جلد ۷۴ / ۲۹ | اتوار ۱۵ صفر ۱۴۱۰ھ ، ۱۷ تبوک ۱۳۶۸ ہش ، ۱۷ ستمبر ۱۹۸۹ء | نمبر ۲۱۰

پندرہ (۱۵) ستمبر بھی گزر گیا ــــــ!

۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء کا دن گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ کا ایک تازہ نشان ظاہر ہوا ہے جس نے احمدیوں کے ایمانوں کو ایک نئی جلا بخشی ہے۔ اس نشان کی تفصیل یہ ہے کہ جماعت احمدیہ کے ایک سخت دشمن مولوی منظور چنیوٹی نے اپنی ایک تقریر مطبوعہ جنگ لاہور ۱۷۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء اور جنگ لندن ۲۱۔ اکتوبر ۱۹۸۸ء یہ اعلان کیا کہ :۔

"میں اس اسٹیج سے اعلان کرتا ہوں کہ ..... قادیانی جماعت (۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء) تک زندہ نہیں رہیگی"۔

اس پر حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء کے خطبہ میں ارشاد فرمایا:۔

"اب خدا کی تقدیر نے ان کو گھیر کر ایک ایسی جگہ کھڑا کر دیا ہے جہاں سے کسی قیمت پر اب یہ نکل نہیں سکتے ان سے ایک ایسا اعلان کروا دیا ہے جیسا اعلان لیکھرام نے اپنے زمانہ میں کیا تھا...... وہ اعلان انہوں نے یہ کیا ہے کہ اگلے سال پندرہ ستمبر تک میں تو ہوں گا قادیانی جماعت زندہ نہیں رہیگی"۔

اس پر مولوی چنیوٹی صاحب بوکھلا گئے۔ انہوں نے یہ بھی دیکھ لیا کہ احمدیت کا کچھ بگاڑنا اب ان کے لئے ممکن نہیں رہا چنانچہ انہوں نے اس بیان کی اشاعت کے ساڑھے تین ماہ بعد ۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء کو اس بیان کی تردید کر دی مگر اصرار سے یہ کہا کہ "مولانا منظور احمد چنیوٹی نے دعویٰ کیا کہ انہوں نے ۱۵ ستمبر ۱۹۸۹ء تک صرف مرزا طاہر احمد کے ختم ہو جانے کی بات کی تھی ساری قادیانی جماعت کی نہیں"۔

(روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ جنوری ۱۹۸۹ء صہ ۲ ، کالم ۷)

آج خدا کے فضل و کرم سے نہ صرف ہمارے پیارے اور محبوب امام بھرپور صحت و سلامتی کے ساتھ ہمارے درمیان موجود ہیں بلکہ جماعت احمدیہ بھی اس ایک سال میں اتنی زبردست ترقیات حاصل کر چکی ہے جو پچھلے سو سال میں بھی حاصل نہ ہوئی تھیں۔ حال ہی میں جلسہ سالانہ میں جماعت احمدیہ کی تاریخ میں پہلی بار درجن بھر ملکوں کے وزراء اور اراکین پارلیمنٹ جلسہ میں اپنے اپنے ملکوں کے وفود لیکر آئے اور جماعت کی بھرپور قوت کا برملا اعتراف کیا۔ حال ہی میں افریقہ کے ایک ملک مالی میں ۳۰ ہزار سے زائد افراد احمدی ہوئے جو ایک زبردست تاریخی کامیابی ہے۔

مولوی چنیوٹی صاحب کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب نے ان کے قتل کی پیشگوئی کی تھی۔ یہ بات سراسر غلط ہے۔ حضور نے جو فرمایا تھا وہ ذیل میں درج کیا جاتا ہے۔

یہ مجھے یقین ہے اور یہ آپ سب کو یقین ہے اس میں کوئی احمدی بھی اس یقین سے باہر نہیں کہ یہ مولوی اب لازماً اپنی ذلت و رسوائی کو پہنچنے والا ہے۔ دنیا کی کوئی طاقت اب اس کو ذلت اور رسوائی سے بچا نہیں سکتی جو خدا تعالیٰ مباہلہ میں جھوٹ بولنے والے باغیوں کے لئے مقدر کر چکا ہے اور لعنت اللہ علی الکاذبین کے اثر سے اور اسکی پکڑ سے اب دنیا کی کوئی طاقت

باقی صفحہ ۸ پر

استغفار کی تحریک

(جلسہ سالانہ برطانیہ ۱۹۸۹ء کے بعد جمعہ ۲۵ر اگست کو فرمایا)

"دنیا کی چمک دمک کی کچھ تو کچھ ملونی بھی ہم نے دیکھ لی ہے۔ اسلیئے اسکے بعد استغفار کی طرف مائل ہونا بہت ضروری ہے۔ اور اسکی طرف میں آپکو متوجہ کرنا چاہتا ہوں۔" (ارشاد حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ الفضل ۳ر ستمبر ۱۹۸۹ء)

- مکرم رحمت اللہ خان صاحب مربی سلسلہ بعارضہ قلب بیمار ہیں۔ اب پہلے سے افاقہ ہے۔ احباب ان کی کامل شفایابی کے لئے دُعا کریں۔

(نظارت اصلاح و ارشاد)

- مکرم چوہدری حاکم علی صاحب امیر جماعت احمدیہ اوکاڑہ بیمار ہیں۔ احباب انکی شفائے کاملہ و عاجلہ کے لئے دُعا کریں۔
- مکرم محمد اسلم صاحب چوہان (ابن ماسٹر اللہ لوک صاحب دارالرحمت وسطی) کو ایک حادثہ پیش آ گیا ہے۔ جس کے نتیجے میں انکی ٹانگ اپریشن کے ذریعہ کاٹ دی گئی ہے اور وہ مکی ہسپتال فیصل آباد میں داخل ہیں۔ انکی شفائے کاملہ کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔
- مکرم نسیم الرحمٰن صاحب ابن مکرم عبد الرحمٰن صاحب دہلوی کینیڈا میں سکوٹر کے ایک حادثہ میں زخمی ہو گئے ہیں۔ انکی کامل و عاجل شفایابی کے لئے دُعا کی درخواست ہے۔
- مکرم ناصر احمد صاحب طاہر کارکن دفتر خدام الاحمدیہ مرکزیہ کو اللہ تعالیٰ نے یکم اگست ۸۹ء کو پہلا بیٹا عطا فرمایا۔ حضور ایدہ اللہ نے نومولود کو وقفِ نو میں شامل کرنے کی اجازت عنایت فرماتے ہوئے اسے فہد احمد کا نام عطا فرمایا ہے۔

احباب سے درخواست ہے کہ دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ عزیز کو خادم سلسلہ بنائے اور والدین کے لئے قرۃ العین ہو۔

توسیع اشاعت الفضل

محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ مکرم مرزا بشارت احمد صاحب چک جمال ضلع جہلم نے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے ایک سو روپیہ بھجوایا ہے اور درخواست کی ہے کہ احباب انکے بھائی مکرم مولوی بشیر احمد صاحب قمر کے لئے دُعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کا نیا مکان ہر لحاظ سے مبارک فرمائے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

روزنامہ الفضل ربوہ
پبلشر: آغا سیف اللہ، پرنٹر: قاضی منیر احمد مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ
مقام اشاعت: دارالنصر غربی ربوہ، قیمت: ایک روپیہ پچاس پیسے

۱۷ تبوک ۱۳۶۸ہش ۱۷ ستمبر ۱۹۸۹ء

بچّے اور سڑک

بڑے شہروں کا تو خیر یہ بہت بڑا مسئلہ ہے لیکن چھوٹے شہروں کا بھی یہ کوئی چھوٹا مسئلہ نہیں۔ جہاں سڑکیں بنی ہوئی ہیں اور ٹریفک کی آمدورفت ہے وہاں یہ مسئلہ سامنے آتا ہے۔ بڑوں کے لئے بھی سڑک پار کرنا کوئی آسان بات نہیں اور چھوٹے بچوں کے لئے تو یہ بہت ہی مشکل بات ہے۔ پھر اگر بچّے نے بستے کا بورا بھی اپنی پیٹھ پہ لاد رکھا ہو تو اس کے لئے سڑک کے پار جانا بہت ہی مشکل ہو جاتا ہے۔ تانگے اور گاڑیاں چلے جارہے ہوتے ہیں اور بچہ اس انتظار میں رہتا ہے کہ سڑک خالی ہو تو گزروں سڑک خالی ہوتی نہیں اور بچّے کو سڑک پار کرنے کا موقعہ نہیں ملتا۔ کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ بچّے نے سمجھا سڑک خالی ہے اور وہ سڑک پار کرنے لگا تو گاڑی آگئی۔ یا یوں بھی ہوتا ہے کہ گاڑی والا گاڑی کھڑی کر لیتا ہے اور بچے سے کہتا ہے کہ گزر جاؤ اور بچّے کا دھیان کسی اور طرف ہوتا ہے اسے پتہ ہی نہیں چلتا کہ اسے اشارہ کیا گیا ہے کہ گزر جاؤ۔ اور جب گاڑی والا یہ دیکھ کر کہ بچّے کو پتہ ہی نہیں چلا گاڑی چلا دیتا ہے تو بچہ جھٹ سے گزرنے کیلئے آمادہ ہو جاتا ہے۔

ہیں نا یہ ساری خطرناک صورتیں؟ سڑکیں بھی عام ہیں اور ٹریفک کا ہجوم بھی بے پناہ۔ اور بچوں کے سکول بھی کوئی مشرق میں اور کوئی مغرب میں اور خدا جانے انہیں کتنی سڑکیں پار کر کے جانا پڑتا ہے۔

اس کا ایک حل تو یہ ہے کہ سڑکیں پار کرنے کیلئے جگہیں مقرر کی جائیں اور بچوں کو یہ بات یاد کرائی جائے کہ صرف انہیں جگہوں سے سڑک پار کریں۔ لیکن یہ کام تو انفرادی نہیں ہے۔ حکومت کا کام ہے۔ دوسرا طریق یہ ہے کہ بچے کو سمجھایا جائے کہ سڑک پار کرتے وقت ذرا سا توقف کرے اور ہاتھ کھڑا کر کے اشارہ کرے کہ میں سڑک پار کرنی چاہتا ہوں۔ امّید ہے گاڑیاں رُک جائیں گی اور بچہ آسانی سے سڑک پار کر لے گا ایک اور طریق بھی ہے اور وہ یہ کہ ہر بچے کو اپنا بچہ سمجھئے اور جس طرح آپ اپنے بچے کی انگلی پکڑ کر اُسے سڑک پار کرواتے ہیں اسی طرح جس بچّے کو آپ سڑک کے کنارے کھڑا دیکھیں اور وہ سڑک پار کرنا چاہے تو اس کی اُنگلی پکڑ کر سڑک پار کروا دی جائے۔ وہ بھی "شکریہ" کہے گا اور اللہ تعالیٰ بھی آپ کو ثواب دیگا۔

راہنمایانِ قوم سے ہے اپیل
ان کی ہر بات کی ہو ٹھوس دلیل

دوستی میں کریں، کریں جو بات
ہے یہی سب کو حکم ربِّ جلیل

ــــ ابو الاقبال ــــ

حق کا تو زبردست گلا گھونٹ چکا ہے
کمزور کو برداشت کی توفیق خدا دے

پاکیزگیٔ نفس ہے اِک نعمتِ عظمےٰ
لیکن یہ اسی کے لئے ہے جس کو خدا دے

کل تک تو مَیں وہ تھا جو ہے مشہور، مگر آج
جو چاہے وہ اُس کا لبِ الزام بنا دے

تقصیر بھی کچھ ہے کہ نہیں اس سے غرض کیا
شائق جو سزا دینے کا ہو۔ کیوں نہ سزا دے

یُونہی سہی میں فاتحۂ خیر تو پڑھ دُوں
انصاف کو گاڑا ہے کہاں! کوئی بتا دے

خالی نہیں جاتیں کبھی مظلوم کی آہیں
کوئی یہ اُس انصاف کے پُتلے کو سُنا دے

یُوسف تو اسیری میں بھی یُوسف ہی رہے گا
لیکن اسے کیا کہیئے جو یوسف کو سزا دے

ہے بہرِ سزا جرم کا اثبات بھی لازم
الزام تو جس پر بھی جو چاہے وہ لگا دے

اے وہ کہ نظربندیٔ یُوسفؑ سے ہے شاداں
دُنیا کو ذرا دامنِ یُوسفؑ بھی دکھا دے

رہتا ہے عیاں ہو کے ہی فرقِ حق و ناحق
گو کوئی اُسے کتنے ہی پردوں میں چھُپا دے

اللہ دے پاکیزگیٔ دامنِ یُوسفؑ
شرمندہ زُلیخا ہو عزیزؔ آنکھ جھُکا دے

اے دِل یہ تری نظم تو احباب نے سُن لی
اِک نظم اسی دُھن میں خدا کو بھی سُنا دے

جو دیکھنے والے ہیں وہ یہ دیکھ لیں مختارؔ
تُو نظم پڑھے، داد تجھے تیرا خدا دے

حضرت حافظ سیّد مختار احمد صاحب شاہجہانپوری

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک سفر نامے سے

اگر کوئی شخص، کتابیں اپنی پیٹھ پر لادلے تو ان کتابوں کا علم اس کے ذہن تک رسائی حاصل نہیں کرسکتا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص اپنی لائبریری تو کتابوں سے بھر لے لیکن ان کے مطالعے کا اسے موقعہ نہ ملے تو وہ ان کے متعلق انٹ شنٹ باتیں تو کہہ سکتا ہے لیکن نہ ان کا تعارف کروا سکتا ہے نہ صحیح خطوط پر ان پہ تبصرہ کرسکتا ہے۔ یہ بات ہمیں یوں کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ حسن رضوی اپنے "سفر نامے" لندن ٹو اوسلو" جو جنگ میگزین میں چھپا ہے کی چوتھی قسط میں کہتے ہیں " برمنگھم کے مشاعرے میں ہماری ملاقات آدم چغتائی سے ہوئی۔ آدم چغتائی قادیانی مذہب کے باقاعدہ مبلغ ہیں۔ (؟) آدم چغتائی بہت دلچسپ آدمی ہیں ان کی خوبصورت وگ سے ان کی عمر کا اندازہ لگانا انتہائی مشکل ہے۔ راگ راگنیوں سے بھی خوب واقفیت رکھتے ہیں۔ ان کا کہنا تھا کہ پاکستان میں ہمارے ساتھ کچھ اچھا سلوک نہیں ہو رہا۔ انہوں نے (حضرت) مرزا غلام احمد (صاحب) کی تعریف شروع کر دی اور کہا کہ وہ بہت اچھے شاعر بھی تھے۔ اب عطاء الحق سے نہ رہا گیا۔ عطا نے کہا کہ آدم صاحب ہم اتنی دیر سے آپ کی گفتگو سن رہے ہیں یہ جو آپ نے آخری بات کی ہے وہ تو بالکل ہی غلط ہے۔ میں نے ایسی کمزور شاعری آج تک نہیں دیکھی۔ آدم کہنے لگے آپ نے ان کا دیوان پڑھا ہے۔ عطا نے کہا کہ میرے پاس لائبریری میں موجود ہے"۔

یہ فقرے پڑھ کر ہمیں یہ بات کہنے کی ضرورت پیش آئی کہ لائبریری میں کتاب موجود ہونا انسان کو اس قابل نہیں بنا دیتا کہ وہ اس کتاب کا تعارف کروائے یا اس پر صحیح خطوط پر تبصرہ کرے۔ پوچھا تو یہ گیا تھا کہ عطاء الحق صاحب نے حضرت اقدس کے اشعار پڑھے ہیں؟ جواب یہ ملا کہ ان کا دیوان میرے پاس لائبریری میں موجود ہے ہم عطاء الحق صاحب قاسمی سے یہ گزارش کرنا چاہیں گے کہ انہوں نے بغیر پڑھے ایک غیر ذمہ دارانہ سی بات کہہ دی ہے ہم ان کی توجہ اس بات کی طرف مبذول کروانا چاہتے ہیں کہ حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ نے عربی۔ فارسی اور اردو تینوں زبانوں میں شعر کہے ہیں۔ اگرچہ حضور نے شاعری کو پیشے کی حیثیت سے نہیں اپنایا۔ نہ اس میں ایسا شوق ظاہر کیا جو عام طور پر شاعر کیا کرتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ؎

کچھ شعر و شاعری سے اپنا نہیں تعلق
اس ڈھب سے کوئی سمجھے بس مدعا یہی ہے

جن فارسی دانوں نے آپ کا فارسی کلام پڑھا ہے۔ وہ عش عش کر اٹھے ہیں۔ جن عربوں نے آپ کا عربی کلام پڑھا ہے انہوں نے بے انتہا داد دی ہے۔ اور جن لوگوں نے آپ کا اردو کلام دیکھا ہے۔ ان میں سے بعض نے آپ کے بعض خاص خاص اشعار کو اس حد تک اپنا لیا کہ اپنی کتابوں میں انہیں شائع کیا اور یہ نہیں بتایا کہ یہ نظمیں یا یہ اشعار کس کے ہیں۔

حقیقت یہ ہے کہ تبصرے کیلئے نہایت ضروری ہے کہ انسان نے وہ کتاب پڑھی بھی ہو۔

"لندن ٹو اوسلو" حسن رضوی کا سفر نامہ ہے۔ اور سفر نامہ پڑھنے سے بعض نئی نئی اور عجیب عجیب باتوں کا پتہ چلا کرتا ہے ہم بھی ان کی آخری قسط میں سے کچھ اقتباس پیش کرتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں

" ہر شاہراہ پر ٹیلیفون نصب ہے۔ جہاں سے آپ ٹیلیفون کر کے پولیس اور دوسری ایجنسیوں سے کام لے سکتے ہیں۔ خدا کرے ہمارے ملک کا بھی کبھی مقدر بدلے اور تبھی یہ ممکن ہوگا جب ہم میں وطنیت کے جذبے کو ہر دوسرے جذبے پر ترجیح دی جائے جب وطن کے ٹھیکیدار مٹھی بھر سرمایہ دار اور جاگیردار نہیں ہوں گے جب ہماری باگیں دوسروں کے ہاتھوں میں نہیں ہوں گی۔ جب ہم کسی کے سامنے جھولی پھیلانے پر موت کو ترجیح دیں گے تب ہم اپنا مقدر خود بنائیں اور تب ہی ہمارے ملک کا مقدر بھی بدلے گا۔ افسوس کا مقام ہے کہ ہمارے یہاں ایک بھی ایسی شاہراہ نہیں جو بین الاقوامی معیار پر پوری اترتی ہو۔ شاہراہوں کی تعمیر میں کتنا پیسہ خرد برد ہو جاتا ہے۔ کتنے حصہ دار اپنے گھر بھرتے ہیں۔ جانتے بوجھتے ہوئے بھی کوئی ان سے نہیں پوچھتا کہ اس سڑک کو بنے ہوئے ابھی چند روز ہی ہوئے ہیں۔ آخر اسکی ناگفتہ بہ حالت کیوں ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ ایک زمانے میں ایران میں بھی سڑکیں ہماری طرح بنتی تھیں۔ تو وہاں کے حکمران نے ایک مرتبہ ناقص سڑک تعمیر کرنے والے ٹھیکیدار کو اس سڑک میں زندہ دفن کر دیا تھا۔ اس واقعے کے بعد کسی ٹھیکیدار کو ناقص سڑک بنانے کی جرأت نہیں ہوئی۔ لیکن کیا ہمارے یہاں کوئی ایسی جرأت کر سکتا ہے۔ یقیناً اسکا جواب نفی میں ہوگا۔

ایک اور اقتباس

والتھیم اسٹو میں اختر ضیائی عموماً ادبی تقریبات منعقد کرتے رہتے ہیں اختر ضیائی کا تعلق جہلم سے ہے۔ بہت اچھے شاعر ہیں اور ان کی کئی کتابیں بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ہماری آمد کی اطلاع پاتے ہی انہوں نے والتھیم اسٹو میں ایک محفل مشاعرہ کا اہتمام کیا۔ امجد اسلام امجد کو اس روز فرانس سے واپس پہنچنا تھا۔ جب کہ ہمیں ایک روز بعد فرانس روانہ ہونا تھا۔ خالد احمد، اختر راز، عطاء الحق قاسمی، ابرار ترمذی اور اعجاز احمد اعجاز ہم سب اکٹھے ساؤتھ آل سے والتھیم اسٹو روانہ ہوئے۔ راستے میں اعجاز احمد اعجاز نے بتایا کہ پہلے وہ اپنے دوست جمیل مدنی کی قبر پر فاتحہ خوانی کے لئے جائیں گے اور پھر والتھیم اسٹو۔ جمیل مدنی چند برس پہلے لندن میں انتقال کر گئے تھے۔ اور وہیں ایک قبرستان میں دفن ہوئے۔ اعجاز سے جمیل مدنی کی کافی دوستی تھی۔ اس لئے اعجاز جب کبھی اس علاقے سے گزرتا جہاں جمیل مدنی دفن ہیں۔ ان کی قبر پر فاتحہ پڑھے بغیر آگے نہ جاتا۔ تھوڑی دیر کے بعد اعجاز نے ایک خوبصورت قبرستان کے سامنے گاڑی کھڑی کر دی۔ یہ قبرستان یہودیوں عیسائیوں اور مسلمانوں کا مشترکہ تھا۔ ایک طرف یہودیوں کی قبریں تھیں۔ درمیان میں عیسائیوں کی اور ایک گوشے میں مسلمانوں کی۔ عیسائیوں اور یہودیوں کے قبرستان بہت خوبصورت ہوتے ہیں ہماری طرح کے قبرستانوں کی طرح اجاڑ نہیں ہوتے۔ تمام قبریں بڑی خوبصورتی کے ساتھ ایک قطار میں ترتیب دی ہوئی ہوتی ہیں۔ قبروں کے درمیان میں سبزہ ہی سبزہ اور پھول ہی پھول ہوتے ہیں۔ یہی عالم ہم نے یہودیوں کے قبرستانوں کا بھی دیکھا ہے۔ جب کہ مسلمانوں کا یہ قبرستان بھی نہایت خوبصورت تھا۔ اس میں زیادہ تر ترک مسلمانوں کی قبریں تھیں۔ ہر قبر کے سرہانے ایک کتبہ لگا ہوا تھا۔ جس پر مرنے والے کا نام تاریخ پیدائش تاریخ وفات اور ملک کا نام کندہ تھا۔ مسلمانوں کا ایک قبرستان پچھلے دنوں ہمیں تہران میں ۲۰ میل کے فاصلے پر دیکھنے کا اتفاق ہوا یہ قبرستان بہشت زہرا کے نام سے مشہور ہے۔ اس میں جہاں عام ایرانی مسلمانوں کی قبریں ہیں۔ وہاں ایران عراق جنگ کے شہداء اور خانہ کعبہ میں حج کے موقعہ پر شہید ہونے والے ایرانی حجاج کی قبریں ہیں۔ یہ قبریں بہت خوبصورت ہیں۔ ہر قبر کے ساتھ ایک کتبہ ہوتا ہے۔ جس پر شہداء کے کوائف درج ہوتے ہیں۔ اس کے ساتھ ہی ایک شیشے کے بکس میں شہداء کی تصویر اور تازہ پھول پڑے ہوتے ہیں۔ ان قبروں پر ہر وقت کوئی نہ کوئی فاتحہ خوانی ضرور کر رہا ہوتا ہے۔ یہاں آکر ایک خاص روحانی تسکین ہوتی ہے اور ایمان تازہ ہو جاتا ہے۔ بہر حال ہم سب نے جمیل مدنی اور دوسرے ترک مسلمانوں کی قبروں پر فاتحہ پڑھی۔

ایک اور اقتباس

اتنے میں ہم والتھیم اسٹو کے اس ہال کے باہر پہنچ گئے جہاں مشاعرے کا اہتمام تھا۔ سب سے پہلے صحن میں ہماری ملاقات امجد اسلام امجد سے ہوئی۔ جو اسی روز فرانس سے واپس لوٹا تھا۔ مکرم بھی امجد کے ساتھ تھا امجد نے حسب معمول

Digitized by Khilafat Library Rabwah

قہقہہ لگاتے ہوئے کہا کہ پیرس میں اپنے ساتھ تو ہاتھ ہو گیا۔ عطاء اللہ ہم حیران تھے کہ بھلا امجد کے ساتھ بھی کوئی ہاتھ کر سکتا ہے۔ ہم نے پوچھا وہ کیسے۔ امجد کہنے لگا۔ پیرس میں کسی جیب کترے نے میری جیب پر ہاتھ صاف کر دیا۔ اور تین چار سو ڈالرے اڑا۔ ہم مزید حیران ہوئے کہ لاہور میں تو ہم آئے دن جیب کتروں کی خبریں پڑھتے رہتے ہیں اس معاملے میں پیرس بھی لاہور ہی ہے۔ ہم نے امجد اسلام امجد سے پوچھا کہ پھر یہاں تک کیسے پہنچے۔ امجد نے بتایا کہ اتفاق سے کچھ ٹریول چیک ہم اپنے میزبان کے یہاں سامان میں چھوڑ آئے تھے جو کام آئے۔ اس کے ساتھ ہی امجد نے ہمیں پیرس میں چوکنا رہنے اور اپنی جیبوں کی حفاظت کی تاکید بھی کی۔

ایک اور اقتباس

اور یہ آخری ہے

اس دعوت کے بعد جب ہم اعجاز کے ہمراہ واپس ساؤتھ آل روانہ ہوئے تھے۔ تو ہم نے سڑک کے کنارے پبوں میں بہت رونقیں دیکھیں۔ لڑکے اور لڑکیاں پب کے اندر اور باہر جام پر جام پیتے ہوئے خوشی میں مصروف تھے۔ کچھ جوڑے تو خوشی سے بہت آگے نکل گئے تھے۔ اس کے ساتھ ساتھ ہم نے یہ بھی دیکھا کہ تین چار ادھیڑ عمر انگریز سڑک پر آوارہ گردی کر رہے تھے۔ ان کا لباس نہایت بوسیدہ ہے۔ جین کی پینٹ پہنے جیسے صدیاں گذر گئی ہیں۔ قمیض کا گریبان ناف تک چاک ہے۔ اس کے اوپر میلا کچیلا کوٹ ہے۔ الجھے ہوئے سر کے بال۔ اور شیو بڑھی ہوئی ہے۔ ایسے کردار لندن اور یورپ میں اکثر و بیشتر دکھائی دیتے ہیں۔ انہیں حکومت کی جانب سے باقاعدہ گذارہ الاؤنس دیا جاتا ہے۔ لیکن وہ تمام کا تمام نشے کی نذر ہو جاتا ہے۔ ان تینوں گوروں میں سے ایک گورا فٹ پاتھ پر پڑا ہوا بیئر کا ایک خالی ٹین کا ڈبہ اٹھاتا ہے۔ اسے اپنے ہاتھ سے تھوڑا سا گھماتا ہے۔ اور پھر منہ کے اوپر کر کے اس کے چند قطرے کشید کر لیتا ہے۔ اور پھر دوبارہ اسے گھماتے ہوئے یہ عمل دہراتا ہے۔ اور پھر بالآخر ڈبے کو پھینک دیتا ہے۔ نشے میں چور ایسے کردار شراب کے چند قطروں کے لئے ترستے ہوئے آپ کو اکثر لندن کی سڑکوں پر ملیں گے۔ کئی مرتبہ ایسا بھی ہوا کہ انہوں نے ہمارے آگے ہاتھ پھیلا دیئے۔ یہ وہی انگریز ہیں جن کے آگے ایک زمانے میں ہم ہاتھ پھیلایا کرتے تھے اور گردنیں جھکایا کرتے تھے۔ جن کے ایک ایک اشارے پر ہم پتلیوں کی طرح ناچتے تھے۔ جنہوں نے ہمیں ذہنی اور جسمانی طور پر اپنا غلام بنا رکھا تھا۔ آج وہی انگریز اپنی تہذیب کے ہاتھوں رسوائی و ذلت کے اندھے غاروں کی طرف لڑکھڑاتے قدموں کے ساتھ رواں دواں ہیں۔ ایسے کرداروں کے چہروں کی جھریوں میں نہ جانے کتنے مظلوم غلاموں کی آہوں کے نقش پوشیدہ ہیں وہ انگریز جس کی سلطنت کا سورج کبھی غروب نہیں ہوتا تھا آج وہ اپنی نام نہاد تہذیب کے ہاتھوں اخلاقی طور پر بہت گر گیا ہے۔ وہ قوم جسے ہم دنیا کی تہذیب یافتہ قوم کہتے ہیں اور جن کا دیا ہوا نظام اب ہمارے ہاں رائج ہے۔ ان کے یہاں آسمان سے باتیں کرتی ہوئی عمارتوں کے نیچے دم توڑتی ہوئی انسانیت کو دیکھ کر ان کے اخلاقی زوال کی پرچھائیاں آنکھوں میں لہرانے لگتی ہیں۔

خدا کا شکر ہے کہ ہمارے ہاں اب بھی پرانی قدریں رائج ہیں۔ ہم اپنے بزرگوں کا احترام کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ ہم اب بھی والدین کے قدموں کے نیچے ہی حقیقی جنت سمجھتے ہیں۔ اور خونی رشتوں کو نہ صرف پہچانتے ہیں بلکہ اہمیت بھی دیتے ہیں جبکہ لندن اور یورپ میں معاملہ اس کے برعکس ہے۔ بچے جوان ہوتے ہی والدین کو چھوڑ دیتے ہیں۔ اور پھر والدین اپنے والدین سے قطع تعلق کئے ہوتے ہیں۔ پارکوں میں آپ کو ایسے بوڑھے لوگ کثرت سے چہل قدمی کرتے دکھائی دیں گے۔ جو اپنی اولاد سے کٹ چکے ہیں اور تنہائی کے عذاب میں مبتلا ہیں۔ عاشور کاظمی نے ہمیں بتایا کہ ان کے ایک بوڑھے انگریز دوست کو ایک مرتبہ اس کی سالگرہ کے موقع پر اس کے بیٹے کا مبارکباد کا کارڈ آیا۔ تو وہ دیوانہ ہو گیا اور وہ ہر ایک کو وہ کارڈ دکھاتا پھرا دیکھو میرے بیٹے نے مجھے مبارکباد کا پیغام بھیجا ہے۔ جہاں بوڑھے والدین اپنے بچوں کی محبت کے لئے یوں تڑپ تڑپ کر زندگی گذار رہے ہوں کیا وہ معاشرہ ترقی یافتہ معاشرہ کہلانے کا مستحق ہے یورپ کے معاشرے میں انسانی قدروں کی یہ نام نہاد ترقی دیکھ کر ہمیں اپنے رجعت پسند کہلانے میں بھی فخر محسوس ہوتا ہے ☆

خلیل احمد قریشی ایم۔ اے ایل ایل بی
کراچی

بے خوابی سے بچئے

گذارش ہے کہ الفضل ۷ اگست ۱۹۸۹ء میں بے خوابی کے متعلق جناب نے شائع کردہ نوٹ کے علاوہ مزید باتیں لکھنے کے متعلق بھی خواہش ظاہر فرمائی اور نیز یہ کہ آپ اس کے منتظر رہیں گے۔ آپ کی یہ خواہش بہت اہم اور بابرکت ہے۔ کیونکہ ہماری جماعت کو اپنی جلد کامیابی کے لئے اللہ کا فضل جذب کرنے کیلئے بہت محنت کی ضرورت ہے۔ اور سخت کام کرنے کے لئے رات کو سکون کی نیند بہت ضروری ہے۔ کیونکہ بے خوابی ایسی چیز ہے کہ نہ صرف انسان کو پریشان اور ناکارہ بناتی ہے بلکہ بعض لوگ اپنے حواس کھو بیٹھتے ہیں اور شدید حالتوں میں بعض لوگ تنگ آکر خودکشی کر لیتے ہیں۔

خاکسار اپنے بیخوابی کی شکایت کرنے والوں مریضوں کو چند مشورے دیتا ہے جو درج ذیل ہیں شاید دوستوں کے لئے مفید ثابت ہوں۔

اگر آپ درج ذیل ہدایات پر عمل کریں تو خدا کے فضل سے آپ کو ضرور فائدہ ہوگا۔

۱: حوائج ضروریہ کے لئے ایک وقت مقرر کریں۔ اور اس پر سختی سے عمل کریں یورپ میں ایسے لوگ بھی ہیں جو پیٹ کی حاجت سے وقت بتا دیتے ہیں۔ شروع میں خواہش نہ بھی ہو مگر وقت مقررہ پر چند منٹ بیٹھیں تو حاجت ہو جائے گی۔

۲: صبح کے وقت سیر یا کوئی بھی ہلکی ورزش کریں۔

۳: صبح تازہ پانی یا جیسے ممکن ہو غسل کریں غسل کے بعد سر کو خشک کر کے خوب کنگھی کریں۔ پھر آہستہ آہستہ تیل ملیں کہ تیل سر میں جذب ہو جائے۔ گیلے سر میں تیل نہ لگائیں۔ رات کو بھی دیکھیں کہ سر خشک نہ ہو۔

۴: معمول کے مطابق اپنا کام محنت اور توجہ سے کریں۔ اس سے رات کو تھکاوٹ و اچھے کام کی وجہ سے نفسیاتی طور پر نیند میں مدد ملے گی۔

۵: اگر چھٹی ہو تو بھی کوئی نہ کوئی کام کریں اور اس دن۔ دن کے وقت بالکل نہ سوئیں۔ دوپہر کو معمولی آرام کریں۔

۶: شام کا کھانا ہلکا اور سونے سے ۲ ۳ گھنٹے قبل کھائیں۔ کیونکہ خالی پیٹ نیند نہیں آتی۔ لہذا چند لقمے ضرور کھائیں اور کچھ چہل قدمی بھی ضرور کریں۔

۷: چاول یا ایسا کھانا جس سے آپ کو گیس وغیرہ کی تکلیف ہو۔ رات کو نہ کھائیں

۸: سونے سے قبل اگر پسینہ وغیرہ کی وجہ سے ضرورت ہو تو ہلکا سا غسل کریں مجھے امریکہ جانے کا اتفاق ہوا تو میں یہ دیکھ کر بہت متاثر ہوا کہ وہاں ہر شخص سونے سے قبل ہلکا سا شاور غسل کرتا ہے کہ جسم صاف ہو جائے۔

۹: سونے سے قبل خشکی کرنے والے مشروب چائے۔ قہوہ۔ سگریٹ وغیرہ نہ پیئیں۔

۱۰: سونے سے قبل نمک و نیم گرم پانی کے غرارے بھی مفید ہوتے ہیں۔

۱۱: چہرہ کو خشک نہ رکھیں سونے سے قبل ہلکی سی COLD CREAM وغیرہ لگائیں۔

۱۲: آنکھوں میں سرمہ۔ کاجل یا EYE DROPS وغیرہ ڈالیں۔

۱۳: سونے سے قبل ناک کے نتھنوں میں بھی تیل لگائیں۔ سرسوں کا تیل استعمال کریں۔

۱۴: کانوں میں بھی ایک ایک قطرہ تیل ڈالیں۔ سرسوں کا تیل مناسب ہے

۱۵: ایک کپ میٹھا نیم گرم دودھ بھی سونے میں مدد دیتا ہے۔

۱۶: سونے سے قبل لباس دیکھیں کہ پسینہ والا اور گندہ نہ ہو۔

۱۷: بستر بھی دیکھیں صاف ہو پلنگ و چارپائی ڈھیلی نہ ہو۔ فوم کے گدے گرمیوں میں عموماً نیند میں مخل ہوتے ہیں۔

۱۸: لباس و بستر پر ہلکی خوشبو لگائیں۔

۱۹: سونے سے قبل زیادہ پانی وغیرہ نہ پیئیں۔ نیز پیشاب وغیرہ سے فارغ ہو کر سوئیں۔

۲۰: کمرہ کے روشندان کھلے رکھیں۔ ہلکی نیلی/سبز روشنی رکھیں۔

۲۱: کمرہ میں کوئی شور نہ ہو۔ بچوں کے لئے "لوری" وغیرہ البتہ صحیح ہے

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

شذرات

نون - سین

سوڈان کی معیشت

جہاں تک حکومت کا تختہ الٹنے کا سوال ہے یہ بات تو خاصے شور وغل کی حامل ہوتی ہے۔ کسی کی گرفتاری اور کسی کی فوری موت اور کسی کی ملک بدری۔ یہ ساری باتیں حکومت کا تختہ الٹنے والوں کو اکثر کرنی پڑتی ہیں۔ سوڈان میں بھی حال ہی میں جنرل عمر حسن البشیر نے صادق المہدی کی سول حکومت کا تختہ الٹا اور جتنی غیر قانونی فارن ایکسچینج کی کارگزاری ہو رہی تھی جس سے بیرونی اشیاء درآمد کی جاتی تھیں اسے بند کر دیا۔ لیکن اب تاجر برادری نے ایک خاموش جنگ جاری کر رکھی ہے۔ اور یہ جنگ موجودہ فوجی حکمرانوں کے خلاف ہے۔

خرطوم کی آبادی ۷ لاکھ کے قریب ہے اور یہ ٹوٹے پھوٹے یا گھٹیا قسم کے مکانوں والا ایک شہر ہے۔ اس وقت یہاں بنیادی ضروریات زندگی کی انتہائی کمی ہے۔ کہا جا سکتا ہے کہ آج سے کئی سال پہلے تک ایسی کمی کبھی دیکھنے میں نہیں آئی۔ پٹرول سٹیشنوں پر اور حکومت کی طرف سے چلائی جانے والی خوردونوش کی دوکانوں پر ہجوم کی کیفیت یہ ہے کہ ان کو لائنوں میں کھڑا کرنے کیلئے فوجی ہر وقت متعین رہتے ہیں۔ روٹی۔ صابن اور چینی تو نجی دکانوں میں مل ہی نہیں سکتی۔ ایک فیکٹری جہاں پر کیڑے مار دوائیں بنائی جاتی ہیں کے مالک کو یہ کہتے سنا گیا کہ کوئی تاجر خریدنا نہیں چاہتے اور کوئی شخص بیچنا نہیں چاہتا۔

دیکھئے حکومت اس حالت کو کب تک برداشت کرتی ہے۔ سول حکومت کا تختہ الٹنے کے بعد ایسے تاجروں پر کب اپنی گرفت مضبوط کرتی ہے۔ جو عوام الناس کو خوردونوش کی مشکلات میں دھکیل کر ان کے لئے زندگی کو مشکل سے مشکل تر بنا رہے ہیں۔

بھیڑوں کی تجارت

کیا بھیڑیں بھی دو اچھے خاصے اہم ممالک کے تعلقات خراب کر سکتی ہیں؟ یہ تو ٹھیک ہے کہ بھیڑیں نہ تو خود کچھ کہہ سکتی ہیں۔ نہ سن سکتی ہیں۔ اور نہ سمجھ سکتی ہیں۔ لیکن اگر تنازعہ ہو تجارت کا اور تجارت ہو بھیڑوں کی تو عین ممکن ہے کہ دو اچھے خاصے ممالک کے تعلقات خراب ہو جائیں۔ حال ہی میں ہی ہوا ہے۔ سعودی عرب آسٹریلیا سے بھیڑیں خریدتا ہے۔ آسٹریلیا نے ۳۰ لاکھ بھیڑیں سعودی عرب کو بھیجیں تو سعودی عرب نے یہ کہہ کر انہیں وصول کرنے سے انکار کر دیا کہ ان بھیڑوں کو نیلی زبان اور بھیڑوں کے خسرے کی بیماری ہے۔ ۳۰ لاکھ بھیڑیں کوئی تھوڑی تو نہیں ہوتیں۔ آسٹریلیا کے وزیر تجارت نے جنکا نام مائیکل ڈفی ہے سعودی عرب کے ایمبیسڈر کو اپنے دفتر بلایا اور سعودی عرب کے وزیر تجارت سلیمان عبدالعزیز السلیم کے نام ایک خط دیا۔ جس میں انہوں نے لکھا کہ وہ یہ بات ماننے کے لئے تیار نہیں کہ بھیڑوں کو کوئی بیماری لاحق ہے اور کہ ان بھیڑوں کو وصول نہ کر کے سعودی عرب نے ایک ایسا جھگڑا کھڑا کر دیا ہے۔ جس سے دونوں ملکوں کی تجارت پر برا اثر پڑ سکتا ہے۔ آسٹریلیا سعودی عرب کو بھیڑیں برآمد کرتا ہے۔ ۱۹۸۸ء میں آسٹریلیا کی سعودی عرب کو برآمدات کی قیمت ۲۴۴ ملین ڈالر تھیں ان میں سے بھیڑوں کی قیمت ۱۰۵ ملین ڈالر تھی۔ سعودی عرب ۳۹۶ ملین ڈالر کی برآمدات آسٹریلیا بھیجتا ہے۔ ان حالات کے پیش نظر اسوقت آسٹریلیا کا ایک تجارتی وفد خلیج کی ریاستوں کا دورہ کر رہا ہے تاکہ ان کے ساتھ سعودی عرب کے اس رویے کا ذکر کر سکے۔ حالانکہ اس وقت سعودی عرب سے ان کی کوئی گفت وشنید نہیں ہو رہی۔ ان ۳۰ لاکھ بھیڑوں میں سے کچھ کویت اور بحرین نے لینے کا وعدہ کر لیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم اس بات سے مطمئن ہیں کہ یہ بھیڑیں بیمار نہیں ہیں۔ آسٹریلیا میں گوشت اور جانوروں کے سلسلے میں جو کارپوریشن کام کر رہی ہے اس نے اپنے بیان میں کہا ہے کہ ہمیں ان حالات سے بڑی تشویش ہے۔ اگرچہ وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ہمیں اس بات کی امید ہے کہ یہ جھگڑا جلدی ہی یعنی چند مہینوں میں طے پا جائے گا۔ اب جبکہ آسٹریلیا نے کچھ عرصے کے لئے سعودی عرب سے بھیڑیں برآمد کرنی بند کر دی ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ نیوزی لینڈ، ارجنٹینا اور یوراگوئے اس خلا کو پر کر سکیں گے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ ایسی تجارت کے لئے ایک خاصے لمبے عرصے تک کے لئے بااعتماد تجارت کا ہونا لازمی بات ہے۔ انکا یہ بھی خیال ہے کہ سعودی عرب کی جو ضرورت ہے اس کے بغیر پوری بھی نہیں ہو سکتی۔ اور دوسری طرف آسٹریلیا بھی اپنی بھیڑیں فروخت کرنا چاہتا ہے۔ گویا کہ ایک طرف ضرورت حقہ موجود ہے اور دوسری طرف فروخت کرنے کی زبردست خواہش۔ دیگر ممالک ایسے ہیں کہ ان میں وہ انتظامات جو آسٹریلیا میں ہیں۔ موجود نہیں ہیں۔ مثلاً سعودی عرب کو جہازوں کی روانگی۔ اور یہ ایسی بات ہے جس کا فوری طور پر انتظام نہیں ہو سکتا۔ جب تک یہ جھگڑا ختم نہیں ہو جاتا۔ آسٹریلیا کو اپنی بھیڑیں بیچنے کے لئے خاصی دقت کا سامنا ہو گا۔ کیونکہ خلیج کی ریاستیں تو اس تعداد کا ایک چھوٹا سا حصہ ہی خرید سکتی ہیں۔ خلیج ریاستوں میں اور خاص طور پر کویت میں سعودی عرب کی رد کردہ بھیڑوں کے آجانے سے وہاں پر قیمتوں پر اثر پڑا ہے۔ جسکی وجہ سے وہ مزید بھیڑیں خریدنے کے حق میں نہیں ہیں۔

چونکہ آسٹریلیا کی بھیڑوں سے اون نسبتاً زیادہ مقدار میں حاصل ہوتی ہے۔ وہاں پر بھیڑوں کی طرف زیادہ توجہ دی جا رہی ہے مثلاً اب ۱۷۳ ملین ہیں جبکہ ۱۹۸۸ء میں ۱۶۲ ملین تھیں اور ۱۹۸۷ء میں ۱۵۸ ملین تھیں۔ بھیڑیں پالنے والے لوگ اب اون کی وجہ سے بھیڑوں کو زیادہ دیر اپنے پاس رکھنا چاہتے ہیں۔ ان کی یہ خواہش ہے کہ سعودی عرب کو بھیڑیں فروخت کرنے پر اسطرح اون کے لئے بھیڑوں کو کافی دیر اپنے ملک میں رکھنے کو ترجیح دینی چاہیئے۔

(ایک ملین دس لاکھ کے برابر ہوتا ہے)

فریب دہی کا رجحان

بعض اوقات یہ بات سننے میں آتی رہی ہے کہ پاکستان سے روئی کی گانٹھیں جو دوسرے ممالک کو بھیجی جاتی ہیں۔ ان میں سے بعض میں روئی کے اندر اینٹیں رکھی ہوتی ہیں تاکہ روئی کم ڈال کر بھی وزن پورا کیا جا سکے یہ بھی سنا گیا ہے کہ فٹ بال باہر بھیجے جاتے ہیں تو ان میں سے بعض شپ منٹ ایسی ہوتی ہیں کہ وہ فٹ بال نہ ایک رنگ کے ہوتے ہیں نہ پوری طرح سلے ہوئے اور بعض اوقات ایک ہی کک لگانے سے فٹ بال کا تیا پانچا ہو جاتا ہے۔ اور یہ باتیں سن کر ہمیں شرم آتی ہے ایک طرف تو قائداعظم نے فرمایا تھا کہ پاکستان کا مال بیرونی ممالک کی منڈیوں میں معیار کی ضمانت ہو جانا چاہیئے۔ اور دوسری طرف ہم جو چیزیں باہر بھیجتے ہیں ان کے ساتھ بعض اوقات یہ سلوک کرتے ہیں۔ لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ جہاں بھی انسانی فطرت میں کجی آجائے وہاں اس بات کا بہت امکان ہو جاتا ہے کہ تاجر لوگ ایسی ایسی باتیں کرنے لگیں۔ مثلاً متحدہ عرب امارات ڈنمارک سے منجمد گوشت منگواتی ہیں۔ آج سے پانچ ماہ قبل انہیں اس بات کا شک پڑا اور یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ جو گوشت ڈنمارک سے متحدہ عرب امارات میں آتا تھا وہ کہنے کو تو حلال گوشت ہوتا تھا لیکن اس میں سؤر کا گوشت بھی شامل کر دیا جاتا تھا۔ چنانچہ اس بات کا ثبوت مل جانے کے بعد متحدہ عرب امارات نے ڈنمارک سے گوشت خریدنا بند کر دیا۔ آخر تاجر تاجر ہوتا ہے وہ اپنی تجارت کو اس طرح تو دریا برد ہونے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اسی وقت سے ڈنمارک کے تاجروں نے متحدہ عرب امارات کو یہ یقین دلانے کی کوشش کی کہ آئندہ ایسا ہرگز نہیں ہو گا۔ اب متحدہ عرب امارات نے اس بندش کے حکم کو ختم کر دیا ہے۔ اور ڈنمارک سے دوبارہ گوشت خریدنا شروع کر دیا ہے۔ اگرچہ اب معاہدے میں ایک واضح شرط یہ ہے کہ وہاں سے آنے والے گوشت کی پوری طرح چیکنگ کی جائے گی اور جب تک وہ ٹھیک ثابت ہو گا وصول کیا جاتا رہے گا ورنہ پھر اس کی خرید بند

باقی صفحہ ۷ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

یادِ رفتگان

ڈاکٹر محمد اسحاق بقاپوری

محترمہ حیات بیگم صاحبہ

بیگم حضرت مولوی محمد ابراہیم صاحب بقاپوری

حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے ۱۸۹۶ء سے قبل کے اولین رفقاء میں سے ایک حضرت قریشی غلام حسین صاحب تھے۔ ان بزرگ کا ذکر ضلع سرگودھا میں بھیرہ میں بھی ملتا ہے اور چک ۹۸ شمالی سرگودھا میں بھی۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ حضرت قریشی صاحب بھیرہ سے نقل مکانی فرما کر چک ۹۸ شمالی سرگودھا میں مستقل رہائش پذیر ہوئے کہ آپ کی وفات چک ۹۸ شمالی میں ہی ہوئی اور وہیں مدفون ہیں۔ اپنے علاقہ میں بزرگی کی وجہ مسلموں اور غیر مسلموں میں یکساں معزز تھے۔ گو سید خاندان سے تھے لیکن منکسر المزاجی کی وجہ سے سید کہلانے سے شرماتے تھے۔ ۱۸۹۶ء میں ان کے ہاں ایک بیٹی پیدا ہوئی جس کا نام حیات بیگم رکھا گیا۔ پیدائشی احمدی یہ بچی گھریلو تعلیم سے زیادہ مزین تھی اور جیسا کہ رواج تھا قرآن شریف پر زیادہ زور دیا گیا تھا۔ یہ ہماری والدہ تھیں۔ ان سے ایک بہن اور ایک بھائی چھوٹے تھے۔

حضرت والد صاحب حضرت مولانا محمد ابراہیم بقاپوری صاحب ضلع سرگودھا میں ۱۹۰۹ء سے جانا شروع ہوئے اور مختلف علاقوں میں بغرض دعوت الی اللہ تشریف لے جاتے رہے۔ ۱۹۱۰ء اور ۱۹۱۱ء کے دوران ان کی ملاقات حضرت قریشی غلام حسین صاحب سے ہوئی۔ ملاقات کو طویل نہیں کہا جا سکتا۔ لیکن مختصر واقفیت ہی ان کے لئے کافی ثابت ہوئی اور اپنی بیٹی حیات بیگم کو ان کی یعنی حضرت مولانا بقاپوری صاحب کی زوجیت میں دیدیا۔ یہ حضرت والد صاحب کی تیسری بیوی تھیں حضرت والدہ صاحبہ فرمایا کرتی تھیں کہ اسی طرح تمہارے ابا کو میرے ساتھ شادی کے صلہ میں چند سال چک ۹۸ شمالی سرگودھا میں قیام کرنا پڑا تھا۔

حضرت والدہ صاحبہ ۱۹۱۶-۱۷ء میں حضرت والد صاحب کے اور دو بیٹیوں کے ہمراہ مستقل رہائش کے لئے قادیان منتقل ہو گئیں۔ حضرت والد صاحب نے اپنے آبائی گاؤں بقاپور کی رہائش چھوڑ کر قادیان میں مستقل رہائش اختیار کر لی تھی۔ شروع میں حضرت مفتی محمد صادق صاحب کے پڑوس میں کرایہ کے مکان میں رہائش پذیر رہیں۔ میری پیدائش اسی مکان کی ہے۔ بعد میں ۱۹۲۵-۲۶ء میں محلہ دار الفضل قادیان میں اپنا مکان تعمیر ہوجانے پر وہاں منتقل ہو گئیں۔ ان دنوں انجمن کے داعی الی اللہ کی تنخواہ ہی کیا ہوتی تھی۔ گھر میں تنگی تھی۔ صبر شکر سے گزارا کرتی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے حضور شکر سے سجدہ ریز رہتیں۔ بعد میں جب ۱۹۴۲ء میں ڈاکٹر بننے کے بعد مجھے فوج میں کمشن ملا تو گھر میں فراخی پر اللہ تعالیٰ کا ہزار ہزار ہر دم شکر ادا فرماتیں۔

۱۹۲۷ء میں ہماری بڑی بہن مبارکہ بیگم کی وفات عین جوانی پندرہ سال کی عمر میں ہو گئی۔ صدمہ گہرا تھا۔ یہ وہی مبارکہ بیگم ہے جو کہ ۱۹۲۵ء میں حضرت فضل عمر کے قائم کردہ مدرسہ خواتین میں بعد میں آ کر داخلہ لینے کے باوجود اپنی خداداد ذہانت کی وجہ سے تمام طالبات کو پیچھے چھوڑ کر ہر مضمون میں اوّل آتی رہی۔ خدا کی قدرت تھی کہ یکے بعد دیگرے چند ہونہار طالبات کی وفات کی وجہ سے یہ مدرسہ چل نہیں سکا۔ ان طالبات میں سے میرے خیال میں اب صرف آپا آمنہ صاحبہ بنت حضرت بھائی محمود احمد صاحب ہی اس مدرسہ کی نشانی رہ گئی ہیں۔

جوان بیٹی کی وفات نے حضرت والدہ صاحبہ کو ہلا کر رکھ دیا اور بیمار ہو گئیں۔ اور ایسی بیمار ہوئیں کہ جان کے لالے پڑ گئے۔ حضرت والد صاحب ان دنوں سندھ صوبہ میں مربی کے فرائض سرانجام دے رہے تھے اور اپنی بیٹی کی وفات پر بھی قادیان نہ آ سکے تھے۔ ڈاکٹروں کی طرف سے نازک صورت حال بتانے پر حضرت فضل عمر نے حضرت والد صاحب کو سندھ سے قادیان بلا لیا۔ حضرت ڈاکٹر قاضی محبوب عالم صاحب حضرت والدہ صاحبہ کے علاج پر مامور تھے حضرت والد صاحب نے شام کو ڈاکٹر صاحب سے بلا تکلف حضرت والدہ صاحبہ کی حالت بتانے کو کہا۔ ان کی طرف سے مایوسی کے اظہار پر حضرت والد صاحب نے ان سے فرمایا۔ اچھا اب آپ جاویں اب میں جانوں اور میرا رب جانے۔

جو لوگ اللہ تعالیٰ کے حضور سوز و گداز سے واقف ہیں وہی اندازہ لگا سکتے ہیں کہ یہ رات حضرت والد صاحب کی اپنے رب کے حضور کیسی کرب کی گزری ہوگی حضرت والدہ صاحبہ کی نبضیں ڈوب چکی تھیں۔ سانسیں تک رک سی گئی تھیں۔ آدھی رات کے بعد حضرت والدہ صاحبہ نے آنکھیں کھولیں اور نحیف آواز میں پانی مانگا۔ صبح جب حضرت ڈاکٹر محبوب عالم صاحب ڈرتے ڈرتے گھر میں داخل ہوئے تو حیران کن خوشی سے دوچار ہوئے۔ حضرت والدہ صاحبہ گاؤ تکیہ سے ٹیک لگائے لیٹی تھیں اور چہرہ پر مسکراہٹ تھی۔ یہ معجزہ تھا زورِ دعا کا۔ اور یہ سب کچھ عطا کردہ ہے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کے فیضان کا

اس کے بعد تبدیلی مکان کی گئی اور کچھ عرصہ محلہ دار الرحمت قادیان میں گزارا گیا۔ حضور مظہر ثانی کی ہدایت پر دار الفضل کے مکان کی اچھی طرح سے صفائی کرائی گئی۔ صحت یاب ہونے پر واپس اپنے مکان محلہ دار الفضل میں ۱۹۲۸ء میں تشریف لے آئیں۔

پاکستان بننے پر اگست ۱۹۴۷ء کے دوران میں اپنے والدین کو اور اپنے محلہ دار الفضل قادیان کی مستورات اور بچوں کو قادیان سے لاہور لے آیا۔ ۱۹۴۸ء میں میں نے والدین کو لاہور اپنے پاس ہی بلوا لیا۔ ماڈل ٹاؤن لاہور میں قیام کے دوران حضرت والدہ صاحبہ تو لجنہ کے کاموں میں مگن ہو گئیں اور حضرت والد صاحب ۵/۱۰۲ ماڈل ٹاؤن میں نمازوں اور درس تدریس کا اہتمام فرماتے۔ اس طرح ماڈل ٹاؤن لاہور میں سب سے پہلا بیت النور ۵/۱۰۲ تھا پھر ۷/۱۰۸ میں نمازوں کا اہتمام رہا۔ پھر ۷/۸۶ میں جماعت کا اپنا بیت النور بنا۔

حضرت والدہ صاحبہ کچھ عرصہ بعد حضرت والد صاحب کو ربوہ میں کوارٹر الاٹ ہونے پر ان کے ہمراہ ہی ربوہ تشریف لے گئیں۔ خدا کی حکمتیں خدا ہی جانے۔ ۵/۱۰۲ اور ۷/۱۰۸ ماڈل ٹاؤن کی پرانی عمارتیں مسمار کر دی گئی ہیں اور آپ کو ان کی جگہ نئی عمارتیں دکھائی دیں گی۔

۱۹۵۸ء کے دوران جبکہ میں ائیر ہیڈ کوارٹر کراچی میں تعینات تھا تو حضرت والدہ صاحبہ کو گردن کے نچلے حصہ میں پہلی پسلی کے اوپر درد شروع ہوا اور زیادہ ہی ہوتا گیا۔ مسلسل درد کی وجہ سے تکلیف بہت تھی۔ میں ان کو پاکستان نیوی ہسپتال میں لے گیا۔ علاج بجلی تجویز ہوا لیکن ڈاکٹروں نے یہ بھی کہہ دیا کہ ان کو بقیہ ساری عمر کھانسی کے اچھو آتے رہیں گے۔ درد کے پیش نظر یہ علاج کرا لیا گیا۔ حضرت والدہ صاحبہ کو بقیہ تمام عمر کھانسی کے اچھو آتے ہی رہے۔ اور اس کی وجہ سے ان کی آنکھوں کا موتیا کا اپریشن بھی نہ ہو سکا تھا۔ آخری عمر میں کمزوری نظر کی وجہ سے روزانہ صبح مجھ سے قرآن شریف سنتیں۔ اور جب اپنی تلاوت کی خواہش ہوتی ۱۹۸۱-۸۲ء کے دوران میرے ہاتھ سے لکھے ہوئے قلمی قرآن شریف سے تلاوت فرماتیں۔ فرمایا کرتیں کہ تمہارے دادا کے ایک بھائی نے بھی اپنے ہاتھ سے قرآن شریف تحریر کیا تھا۔ اب تم نے لکھا ہے یہ نیک کام خاندان میں جاری رہنا چاہئیے بہت دعا فرماتیں۔

۱۹۶۴ء میں حضرت والد صاحب کی وفات کے بعد نڈھال سی رہنے لگیں۔ قدرتی امر تھا۔ ۱۹۸۰ء کے اواخر میں میری جوان بیٹی کی وفات کے بعد خاموش رہنے لگیں۔ میں پوچھتا تو فرماتیں مبارکہ یاد آجاتی ہے۔ اس طرح اندر ہی اندر تکلیف محسوس کرتیں۔

ربوہ میں حضرت والدہ صاحبہ کی ایک منہ بولی بیٹی ثریا نام ہیں۔ اگست ۱۹۸۸ء کے دوران مجھے فرمایا کہ ثریا کی بیٹی کی شادی ہے مجھے ربوہ چھوڑ آؤ۔ شادی کے بعد بھی کچھ دن ربوہ میں رہوں گی۔ ان دنوں میری ٹانگ میں چوٹ لگنے کی وجہ سے کافی تکلیف تھی لیکن حضرت والدہ صاحبہ کی خواہش تھی اس لئے بجائے اپنے بیٹے کو بھیجنے کے میں خود ہی اپنی کار میں ان کو چھوڑنے گیا۔ لاہور سے جب چلنے لگے اور میں ان کے کمرہ میں گیا تو دیکھا کہ حضرت والدہ صاحبہ انگلیوں پر کچھ گن رہی تھیں۔ پوچھنے پر بتایا کہ اپنی زندگی کے باقی دن گن رہی ہوں۔

۶ ستمبر ۱۹۸۸ء کو عصر اور مغرب کے درمیان مختصر سی علالت کے بعد فوت ہو گئیں۔ مجھے ان کی وفات کی اطلاع ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء کو علی الصبح ملی۔ میں اپنی بیوی اور چھوٹے بیٹے کے ہمراہ ربوہ پہنچا۔ دیگر رشتہ دار کافی تعداد میں کسی نہ کسی وجہ سے ربوہ میں موجود تھے۔

مکرم مولوی دوست محمد صاحب نے نماز جنازہ پڑھائی اور مقبرہ بہشتی میں تدفین کے بعد حضرت والدہ صاحبہ کی خواہش کے مطابق دعا میں نے کرائی۔ اللہ تعالیٰ حضرت والدہ صاحبہ کے درجات بلند فرماوے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت والدہ صاحبہ کے تین بیٹے محمد اسماعیل بقاپوری۔ ڈاکٹر میجر محمد اسحٰق بقاپوری۔ مبارک احمد بقاپوری اور دو بیٹیاں امۃ الحفیظ بقاپوری اور مبارکہ بیگم بقاپوری بقید حیات ہیں۔ ان کی اولادیں بھی ہیں اور خدا کے فضل سے ان [illegible] گے اولادیں ہیں۔ گویا آپ پڑپوتے۔ پڑپوتیاں پڑنواسے نواسیوں والی تھیں۔ حضرت والدہ صاحبہ بہت بلند پایہ نیک خاتون تھیں۔ پابند صلوٰۃ وصوم۔ تہجد گزار۔ تلاوت کرنے والی۔ دعائیں مانگنے والی۔ جہاں جہاں جماعتوں کو پتہ چلا ان کی نماز جنازہ غائب ادا کی گئی۔ جہاں بھی رہیں عزت سے دیکھی گئیں اور ان سے عزت کا برتاؤ کیا گیا۔

لجنہ اماء اللہ کی اولین ممبرات میں سے تھیں اور محلہ دار الفضل قادیان میں ابتدائی عہدہ داروں میں نائب صدر تھیں۔ سلسلہ اور افراد خاندان سے والہانہ لگاؤ رکھتی تھیں اور ہر تحریک میں جوش وخروش سے حصہ لیتی تھیں۔ ۱۹۴۲ء میں غربا میں غلہ تقسیم کرنے کی تحریک میں اور ۱۹۴۴ء میں جائیداد وقف کرنے کی تحریک میں حصہ لیا۔ اولین موصیات میں سے تھیں وصیت نمبر ۸۴۳ ہے اور ۱/۸ حصہ کی وصیت تھی۔

طبیعت میں بردباری اور انکساری بہت تھی باوجودیکہ باپ اور ماں دونوں جانب سے سید خاندان سے تھیں لیکن اپنے نام کے ساتھ کبھی سیدہ کا لفظ استعمال نہیں کیا۔

افراد خاندان میں بھی بہت عزت کی نگاہ سے دیکھی جاتی تھیں۔ حضرت مظہر ثالث تو حضرت والدہ صاحبہ کا بہت احترام فرماتے اور انکو دیکھ کر احتراماً کھڑے ہو جاتے۔ خاندان سے باہر حضرت والدہ صاحبہ واحد خاتون تھیں جو حضرت مظہر ثالث کو کھلے بندوں سر پہ پیار دیتی تھیں۔ حضرت ام طاہر صاحبہ اور حضرت نواب امۃ الحفیظ صاحبہ سے بہناپہ تھا۔

بقیہ ! بے خوابی

۲۲: سونے سے قبل موڈ ٹھیک خوشگوار رکھیں اچھی گفتگو کریں۔ بچوں سے کوئی نظم وغیرہ سنیں یا ان کو کوئی چھوٹی نظم وغیرہ یاد کرائیں۔ مثلاً:

کبھی نصرت نہیں ملتی درِ مولیٰ سے گندوں کو
کبھی ضائع نہیں کرتا وہ اپنے نیک بندوں کو

۲۳: کوشش کریں کہ سونے کا ایک وقت مقرر کریں۔ اور اس پر قائم رہیں عموماً وقت گزر جائے تو دیر تک نیند نہیں آتی

۲۴: اگر بہت پریشانی ہو تو قرآن کریم کی تلاوت کریں۔ کیونکہ اس میں شفاء اور رحمت ہے۔ اور سکون وراحت کی رہنمائی ہے۔

۲۵: اچھی کتاب کا پڑھنا بھی سونے میں ممد ہوتا ہے۔ جب پڑھتے پڑھتے غنودگی ہو تو سونے سے قبل بیڈ لائٹ بجھا دیں اور دائیں طرف کروٹ بدل کر سو جائیں۔

۲۶: سونے سے قبل اپنا نام لے کر کہیں کہ صبح اتنے بجے جگا دیں۔ اس سے نفسیاتی طور پر آدمی اپنے آپ کو ہلکا محسوس کرتا ہے کہ اٹھنے کا انتظام تو ہو گیا اب سکون سے سو جائے۔ ویسے عموماً جاگ بھی کہنے کے مطابق آجاتی ہے

۲۷: اگر ضرورت ہو تو سونے کیلئے ہومیوپیتھک دوائی "پاسی فلورا" کے پانچ یا دس قطرے ایک دو گھونٹ پانی میں سونے سے ایک گھنٹہ پہلے پیئیں یہ دوائی عام گولیوں کی طرح نشہ یا خمار نہیں لاتی۔ بلکہ پٹھوں کو سکون دے کر سلاتی ہے بلکہ بلڈ پریشر وغیرہ کی بے چینی کو بھی دور کر کے آرام سے سلا دیتی ہے۔ حسب ضرورت دو ایک خوراک پیئیں۔ سب سے اچھی بات یہ ہے کہ جب تک ضرورت ہو استعمال کریں۔ عادت نہیں پڑتی جب چاہیں چھوڑ دیں۔

۲۸: ذکر الٰہی کریں کہ نیند میں ممد ہوگا۔ دل کو اطمینان وسکون ہوگا۔

نیز اسی طرح اگر کوئی تکلیف سر درد یا دانت درد وغیرہ ہو تو سونے سے قبل مناسب دوائی استعمال کریں۔ ورنہ رات کو تکلیف زیادہ محسوس ہوتی ہے۔ پھر اسوقت دوائی کیلئے بھی دقت ہوتی ہے۔ نیز دعا بھی کریں کہ شفاء اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہے۔ ہر کام اسی کے حکم سے عمل پذیر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ آپ کو میٹھی نیند سے نوازے۔

بقیہ ! فریب دہی کا رجحان

کر دی جائے گی۔ جہاں تک متحدہ عرب امارات کے گوشت کی درآمد کا سوال ہے۔ ڈنمارک سب سے زیادہ گوشت سپلائی کرنے والی پارٹی ہے۔ سال بھر میں ۲۰ ملین ڈالر کا گوشت خریدا جاتا ہے۔

اخبارِ احمدیہ

درخواست دعا

مندرجہ ذیل احباب نے دعا کی درخواست کی ہے۔

• مکرم عبدالحی عابد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ کی والدہ محترمہ دمہ اور دیگر عوارض سے علیل ہیں۔

• مکرم نعیم احمد صاحب وڑائچ مربی سلسلہ پیر محل اور مکرم غلام مصطفےٰ حسن صاحب آف پیر محل سنٹرل جیل ٹوبہ ٹیک سنگھ میں راہ مولا میں اسیر ہیں۔

• مکرم ڈاکٹر محمد اشرف صاحب طاہر (سکرنڈ) نے اپنی والدہ صاحبہ کی بلندی درجات کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہوئے انکی طرف سے ایک سو روپے الفضل کی توسیع اشاعت کے لئے ارسال فرمائے ہیں۔

• مکرم محمد اقبال صاحب پراچہ سٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا بعارضہ ہرنیا بیمار ہیں قبل ازیں انہیں متعدد مرتبہ دل کا دورہ بھی پڑ چکا ہے جس کی وجہ سے ہرنیا کا اپریشن بہت مشکل ہے۔

• مکرم چوہدری بشیر احمد صاحب آف نارنگ منڈی کا لاہور میں اپنڈکس کا اپریشن ہوا ہے۔ انکی حالت تسلی بخش نہیں ہے۔

اعلان نکاح

• مکرم ڈاکٹر مبارک احمد صاحب شریف (واقف زندگی) انچارج احمدیہ میڈیکل سنٹر تنزانیہ (ابن مکرم چوہدری نذیر احمد صاحب سیالکوٹی) ربوہ کے نکاح کا اعلان مکرم مولانا دوست محمد صاحب شاہد نے بیت المحمود ربوہ میں محترمہ ڈاکٹر رشیدہ فوزیہ صاحبہ بنت مکرم محمد سعید صاحب قریشی (اٹک) کے ساتھ پچاس ہزار روپیہ حق مہر پر ۶ ستمبر ۱۹۸۹ء کو فرمایا۔

احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ جانبین اور سلسلہ کے لئے مفید اور بابرکت بنائے۔

دعائے نعم البدل

عزیزہ نجمہ بی بی دختر مکرم نصیر احمد صاحب آف سیالکوٹ ۵ ستمبر کو گیارہ سال کی عمر میں وفات پا گئی۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ والدین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور نعم البدل سے نوازے۔

سانحہ ارتحال

مکرم علی سرور صاحب ایڈو ایس۔ ڈی۔ او پبلک ہیلتھ لاڑکانہ کی اہلیہ محترمہ ۲۶ اگست کی شب کو زچگی میں اپریشن کے دوران دل کا دورہ پڑنے سے انتقال کر گئیں۔ انہوں نے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں بطور یادگار چھوڑے ہیں۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ دے۔ پسماندگان کا حافظ وناصر ہو۔

• مکرم ڈاکٹر محمد اشرف طاہر کی والدہ محترمہ حمیدہ بیگم صاحبہ اہلیہ میاں بشیر احمد صاحب اٹھوالوی آف سکرنڈ۔ ایک لمبا عرصہ بیمار رہنے کے بعد مورخہ یکم ستمبر ۱۹۸۹ء بروز جمعۃ المبارک اپنے مولا حقیقی سے جا ملیں۔

اگلے دن بروز ہفتہ شام چار بجے کے قریب مقامی احمدیہ قبرستان میں نماز جنازہ مکرم کرامت اللہ صاحب مربی سلسلہ نواب شاہ نے پڑھائی اور تدفین کے بعد دعا کروائی۔

وفات کے وقت موصوفہ کی عمر تقریباً ۷۰ سال تھی۔ انہوں نے اپنے پیچھے چار بیٹے اور تین بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوفہ کو بلند درجات عطا فرمائے۔

احباب اپریشن کی کامیابی کے لئے دعا کریں۔

• مکرم محمد ابراہیم صاحب (چکی والے) دارالرحمت وسطی کے عزیز مکرم چوہدری خورشید محمد صاحب آف دھرم پورہ لاہور پچھلے چند روز سے دل کے عارضہ کی وجہ سے بیمار ہیں۔ دل کے کچھ حصہ نے کام کرنا بند کر دیا ہے۔ احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ آنکو معجزانہ طریق پر شفاء عطا کرے۔

بقیہ : ۱۵ ستمبر

اسے بچا نہیں سکتی - پس انشاء اللہ ستمبر آئے گا اور ہم دیکھیں گے کہ احمدیت نہ صرف زندہ ہے بلکہ زندہ تر ہے - ہر زندگی کے میدان میں پہلے سے بڑھ کر زندہ ہو چکی ہے - منظور چنیوٹی اگر زندہ رہا تو اس کو ایک ملک ایسا دکھائی نہیں دے گا جس میں احمدیت مر گئی ہو اور کثرت سے ایسے ملک دکھائی دیں گے جہاں احمدیت از سرِ نو زندہ ہوئی ہے یا احمدیت نئی شان کے ساتھ داخل ہوئی ہے اور کثرت سے مردوں کو زندہ کر رہی ہے۔"

(خطبہ جمعہ فرمودہ حضرت امام جماعت احمدیہ ۲۵ نومبر ۱۹۸۸ء بمقام بیت الفضل لندن)

اب جہاں تک منظور چنیوٹی کا سوال ہے تو موجودہ ذلت و رسوائی کے علاوہ غیر جماعتی اسمبلی اور پھر موجودہ پنجاب اسمبلی میں بارہا اس مولوی صاحب کے ساتھ جو سلوک ہو چکا ہے اخبارات اس سے بھرے پڑے ہیں۔ اور پنجاب اسمبلی کی کارروائی کا ریکارڈ اس کا گواہ ہے۔

(ناظر امور عامہ)

اعلان برائے سیکرٹری ناصرات

ناصرات کا مالی سال ۳۰ ستمبر کو ختم ہو رہا ہے۔ لیکن ابھی تک چندہ ناصرات کے مجوزہ بجٹ میں کمی آ رہی ہے۔ تمام لجنات کی سیکرٹری ناصرات اس طرف توجہ فرمائیں۔ اور فوری اپنی اپنی ناصرات کا چندہ دفتر لجنہ مرکزیہ میں پہنچائیں تاکہ ہمارا مجوزہ ٹارگٹ ۳۰ ستمبر تک پورا ہو سکے۔

(سیکرٹری ناصرات الاحمدیہ مرکزیہ)

خبریں

● پاکستان آرمی کے چیف آف سٹاف جنرل مرزا اسلم بیگ نے کہا ہے کہ ان پر دباؤ ڈالا جا رہا ہے کہ وہ حکومت سنبھال لیں لیکن نہ ہمارا دماغ خراب ہے اور نہ اتنی جرأت ہے کہ حکومت کا تختہ الٹیں۔ ہم حکم دیں گے نہیں بلکہ حکم بجا لائیں گے۔ انہوں نے ملک بھر کے مدیران جرائد سے ایک بریفنگ میں بہت اہم باتیں کہیں انہوں نے کہا کہ ۱۷ اگست ۱۹۸۸ء کو فوج نے جو اجتماعی فیصلے کئے تھے وہ تاحال منطقی نتیجے تک نہیں پہنچے - ان میں جو خامیاں ہیں۔ انکو درست کرنا جمہوری نظام کی اپنی ذمہ داری ہے - انہوں نے کہا کہ مرکز اور صوبوں کی موجودہ کھینچا تانی احترامِ جمہوریت کے ضمن میں نہیں آتی اس سے جمہوریت کو نقصان پہنچ رہا ہے - میں نے کئی بار مشورہ دیا ہے - آئندہ بھی ضرورت ہوئی تو درخواست کروں گا - میری نیت صاف ہے نیت خراب ہوتی تو حالات کو قابو سے باہر ہو جانے دیتا - انہوں نے کہا ہم حدود سے تجاوز کی جرأت نہیں کر سکتے میں حکومتِ پاکستان کا ماتحت ادارہ ہوں - انہوں نے کہا کہ ۱۷ اگست کے فیصلے میرے نہیں بلکہ تمام فارمیشن کمانڈروں کے تھے - انہوں نے فوج میں بغاوت کی خبروں کی تردید کی - انہوں نے کہا کہ موجودہ نظام ناکام ہو تو نئے انتخابات ہو سکتے ہیں - بعض عناصر جمہوریت کو جڑ سے اکھاڑنا چاہتے ہیں - ہم جمہوری نظام کو برقرار رکھنے کی گارنٹی دیتے ہیں جنرل اسلم بیگ نے بتایا کہ بھارت کے ایماء پر سندھ میں گڑبڑ ہو رہی ہے حکومت کہے تو حالات کو چند دن میں قابو کر سکتے ہیں - انہوں نے سیاچن کے بارے میں کہا کہ اگر قوم قیمت ادا کرنے پر تیار ہو تو میں سیاچن سے بھارتی فوجوں کو آج ہی نکال دیتا ہوں - انہوں نے کہا کہ ہم ۶۰۰ کلومیٹر تک مار کرنے والا نیا میزائیل تیار کر رہے ہیں اس سے بھارت کے تمام اهداف ہماری زد میں آ جائیں گے - مسئلہ افغانستان کے بارے میں انہوں نے کہا کہ جلد کوئی اچھی خبر سننے کو ملے گی انہوں نے کہا کہ جنگ کا فیصلہ مجاہدین کے حق میں ہوگا - انہوں نے کہا کہ بھارت سے آئندہ جنگ پنجاب کے میدانوں میں ہو گی -

● پیپلز پارٹی پنجاب کے صدر نے صدر غلام اسحٰق خان سے درخواست کی ہے کہ وہ پنجاب کی حکومت کے خلاف کارروائی کریں - انہوں نے الزام لگایا کہ وزیر اعلیٰ گورنر کے اختیارات خود کو منتقل کر رہے ہیں اور گورنر کی رضامندی کے بغیر اسمبلی میں بل پیش کر رہے ہیں جو غیر آئینی ہے -

● وزیر اعلیٰ پنجاب میاں نواز شریف نے الزام لگایا ہے کہ وفاقی حکومت پنجاب کی اقتصادی ناکہ بندی کر رہی ہے اس سے پنجاب کے ترقیاتی منصوبے متاثر ہو رہے ہیں -

Digitized by Khilafat Library Rabwah

"تمہارا عقیدہ کچھ بھی ہو کاروبارِ مملکت کا اس سے کوئی تعلق نہیں" قائدِ اعظم

کراچی میں معیاری سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الکریم جیولرز
بازار فیصل کریم آباد (چورنگی)
کراچی
پروپرائیٹرز
میاں عبد اللطیف شاہکوٹی اینڈ سنز
فون : ۶۸۵۵۱۱

حضرت حکیم نظام جان کے
مشہور دواخانہ
پر
حکیم عبد الحمید اعوان
ہر ماہ کی ۵۔۶۔۷ تاریخ کو اقصیٰ چوک (نزد لیٹر بکس) ربوہ میں حاضر ہوتے ہیں۔
خواتین کے لئے معائنہ کا مستقل طور پر انتظام ہے
مینجر مشہور دواخانہ فون ۹۰۶
نزد لیٹر بکس اقصیٰ چوک۔ ربوہ